رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الفضلَ بیدِ اللّٰہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں ۲ بار

فی پرچہ ۱؎

غلام نبی ایڈیٹر

پیشگی قیمت سالانہ ... ششماہی ... ترسیل زر بنام مینیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۵	مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء	یوم جمعہ	مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو سر درد کے دورہ کی شکایت ہے۔ خفیف حرارت بھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کا ایک وفد ۲۰ مارچ کو سائمن کمیشن سے ملنے کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ جس کے ممبر حسب ذیل حضرات ہیں:۔ نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ سردار بشیر احمد خانصاحب تمندار کوٹ قیصرانی۔ جنرل اوصاف علی خانصاحب مالیر کوٹلہ۔ کپتان غلام محمد صاحب دوالمیال۔ لفٹیننٹ تاج محمد خاں صاحب آنریری (مردان)۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب۔ قاضی محمد شفیق صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی چارسدہ۔ چوہدری سلطان احمد صاحب ذیلدار گجرات۔ چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش لائلپور۔ خان ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ۔ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ لفٹیننٹ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔

علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغین کی تبلیغی مساعی کے خوشکن نتائج

خدا تعالیٰ کے فضل اور احمدی مبلغین علاقہ ملکانہ کی مسلسل کوششوں سے ضلع متھرا کے مشہور قصبہ نوگاؤں میں ملکانوں کے بہت سے مرتد شدہ گھرانوں کے تائب ہونے کی جو خبر ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے کسی قدر تفصیلی حالات اب موصول ہوئے ہیں۔ چنانچہ قریشی افضال احمد صاحب لکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے نوگاؤں کے ۴۸ ملکانہ خاندانوں کے ۳۱۰ مرد عورتیں اور بچے اشدھی سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں ان کو مسلمان بنانے کے بعد ان کی اسم وار فہرست بنائی گئی۔ اور انگوٹھے لگوائے گئے۔

یہ فہرست ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ ہمارے مبلغین کو امید ہے۔ کہ آہستہ آہستہ سارا گاؤں تائب ہو کر آریوں کے پنجہ سے آزاد ہو جائیگا۔ اس گاؤں میں ایک پرانی مسجد موجود ہے۔ مگر لوگوں کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے وہ برباد ہو رہی تھی۔ ہمارے مبلغین نے اس کی مرمت کرائی۔ اور گاؤں کا ایک آدمی مقرر کر دیا ہے۔ جو اس کی صفائی وغیرہ کرتا رہے۔

وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں۔ یا بدنیتی سے دوسروں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگوں کی طرح احمدی مبلغین بھی علاقہ ملکانہ سے واپس آ گئے ہیں۔ وہ احمدی [illegible] تازہ کامیابی کو دیکھ کر اپنی غلطی یا غلط بیانی کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

مجلس مشاورت کے نمائندوں کیلئے اعلان

مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے ہر ایک جماعت کے نمائندے لازمی طور پر آنے چاہئیں۔ نمائندگان کا انتخاب ان اصول اور طریقوں پر کیا جائے۔ جو زیر عنوان نمائندگان کے انتخاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات الفضل مورخہ ۹ مارچ میں شائع ہو چکے ہیں۔

نمائندگان کے نہ آنے سے مشوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور مجلس مشاورت کی غرض فوت ہوتی ہے۔ صوبہ پنجاب کے باہر کی جماعتیں یعنی جماعتہائے بنگال۔ بہار اڑیسہ۔ آسام۔ یو پی۔ ممالک متوسط۔ اضلاع متحدہ۔ راجپوتانہ۔ سندھ۔ بمبئی حیدر آباد دکن۔ میسور۔ مدراس۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد خاص طور پر اس پر توجہ دیں۔

خاکسار یوسف علی سیکرٹری مجلس مشاورت

نظارت اعلیٰ کا اعلان

میں نے ۸ مارچ کے الفضل میں پھر ۱۱ مارچ کے احمدیہ گزٹ میں پھر ۲۰ مارچ کے الفضل میں سالانہ رپورٹ کے متعلق اعلان کیا تھا۔ کہ ۱۵ مارچ تک تمام جماعتوں کی رپورٹیں دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ مگر اس وقت تک صرف نو رپورٹیں پہونچی ہیں۔ جو تعداد کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔ احباب اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور جلد رپورٹیں بھیجکر مشکور فرماویں۔ ناظر اعلیٰ

احباب کو اطلاع

مدرسہ احمدیہ کی جماعت بندی ۳ اپریل ۱۹۲۸ء کو ہوگی۔ جن دوستوں کا ارادہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنے کا ہو۔ وہ اول تو ۳ اپریل تک ورنہ زیادہ سے زیادہ مجلس مشاورت تک اپنے بچوں کو بھیجدیں۔ لڑکا کم از کم چوتھی پرائمری پاس ہونا چاہئیے۔ والسلام۔ عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

عید الفطر مبارک

اگلا پرچہ عید کے بعد ۳۰ مارچ کا شائع ہوگا۔ خریداران الفضل نوٹ کرلیں۔ مہتمم [illegible]

رمضان کا عہد

کیا آپ نے عہد کر لیا ہے کہ اس رمضان میں کم از کم اپنی ایک اخلاقی یا دینی کمزوری کو دور کر دینگے اگر نہیں کیا تو اب بھی وقت ہے۔ ابھی اسی وقت یہ عہد کرلیں اور پھر اس عہد کو پورا کریں خدا آپ کے ساتھ ہو۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

مکتوب مفتوح

بنام مدیر صاحب ترجمان سرحد

مکرم بندہ جناب مدیر صاحب اخبار ترجمان سرحد۔ بعد از سلام مسنون واضح ہو کہ آپ کے اخبار مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۸ء کے صفحہ ۲ کالم ۳ میں رسالہ در عدن فارسی کے بعض اشعار پر اظہار ناراضگی کیا گیا ہے آپ نے لکھا ہے کہ گویا اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خاں بادشاہ افغانستان کی اسوقت توہین کی گئی ہے جبکہ وہ ہندوستان اور یورپ میں گورنمنٹ برطانیہ کے مہمان کی حیثیت سے سفر کر رہے ہیں۔ مگر واضح ہو کہ نہ تو یہ اشعار اس وقت کہے گئے ہیں جبکہ اعلیٰ حضرت ہندوستان آرہے تھے اور نہ ان کی آمد پر یہ مجموعہ طبع ہوا ہے۔ بلکہ اس رسالہ کے سرورق پر صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ مجموعہ اشعار فارسی وقتاً فوقتاً اخبارات سلسلہ احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور اس سارے رسالہ میں کوئی نظم ۱۹۲۲ء کی بعد کی موجود نہیں۔ بلکہ وہ نظم جو ۵ تا ۹ پر چھپی ہے۔ اس کی تاریخ اشاعت ۲۶ نومبر ۱۹۰۶ء اور اخبار بدر لکھا ہوا ہے اور وہ نظم جو صفحہ ۳۸، ۳۹ پر ہے ۱۰ ستمبر ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی ہے۔ اور وہ نظم جو صفحہ ۴۰ لغایتہ ۴۳ پر ہے وہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی اور وہ نظم جو ٹائٹل پیج پر ہے وہ ۱۹۰۴ء میں لکھی گئی ہے۔ اور حضرت سید عبد اللطیف رئیس خوست جولائی ۱۹۰۳ء میں رجم کئے گئے تھے پس ان میں کوئی نظم ۱۹۲۵ء کی موجود نہیں۔ بلکہ یہ مجموعہ آغاز مئی ۱۹۲۷ء میں کاتب نے لکھا ہے۔ اور بعض وجوہ کے سبب سے نومبر ۱۹۲۷ء میں طبع ہوا حالانکہ اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خاں ۱۲ دسمبر ۱۹۲۷ء کو براہ کوئٹہ وارد کراچی ہوئے۔ پس اس رسالہ اور اس کے مضامین کو اعلیٰ حضرت کے سفر ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں۔

جس وقت یہ نظمیں لکھی گئی تھیں اس وقت امیر حبیب اللہ خاں صاحب نے جولائی ۱۹۰۳ء میں جناب سید عبد اللطیف رئیس کو رجم کرایا تھا۔ اور ان کے دو نوجوان فرزند سید محمد سعید جان اور سید محمد عمر جان کابل کے جیل میں جیل فیور کی بیماری سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے تھے۔ اور جناب سید سلطان ایک معمر عالم کو نان نمک کھلا کھلا کر کابل کے جیل میں مار ڈالا گیا۔ اس سے قبل امیر عبد الرحمن خان صاحب نے شیخ عبد الرحمن کو دربار میں گلا گھونٹ کر مروا دیا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خاں نے علماء افغانستان کے فتاوی سے جناب نعمت اللہ خاں کو ستمبر ۱۹۲۴ء میں اور جناب مولوی عبد الحلیم اور جناب قاری نور علی کو ۵ فروری ۱۹۲۵ء کو سنگسار کرایا تھا۔ حالانکہ ان کا کوئی جرم نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ احمدی تھے۔ کیا اس قدر پے در پے مظالم اور خون ناحق کے ہوتے ہوئے مظلوم گروہ کو اتنا بھی حق حاصل نہیں۔ کہ صدائے احتجاج بلند کرے۔ جس کے اس قدر قابل قدر افراد بلا قصور نہایت بے دردی سے مارے جائیں۔

آپ اپنے آپکو ہماری پوزیشن میں رکھکر غور کریں کہ اگر یہ فعل ایک احمدی بادشاہ کسی آپ کی جماعت کے افراد کے ساتھ کرتا تو آپ اس کو کن الفاظ میں یاد کرتے۔ اگرچہ ہمارا یاد کرنا اس کو محض نصیحت اور پند کی شکل میں ہے۔ نہ کہ توہین اور تذلیل کی صورت میں

جس وقت اعلیٰ حضرت شاہ کابل ہندوستان پہونچے اور کراچی تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے تقریر کی اور افغانستان کے علماء سے ہر طرح بیزاری ظاہر کی۔ اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں سے لاچار ظاہر کیا۔ تو چونکہ ہمیں اعلیٰ حضرت سے کوئی ذاتی عداوت یا عناد نہ تھا۔ ہماری جماعت کے امام حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے خیر مقدم کا تار دیا گیا۔ اور ان کے خیالات پر مبارکباد پیش کی گئی آپ جانتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا یہ عمل ہمارے واسطے واجب الاطاعت ہے۔ جس انسان کو ہمارا امام عزت اور توقیر سے دیکھے۔ بھلا ہم اس کی کیونکر توہین و تذلیل کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ کا یہ گمان کہ ہمنے اعلیٰ حضرت کی توہین کی۔ صرف آپ کا خیال ہے۔ ہم آپ کے اس حاصل کردہ نتیجہ سے سخت بیزار ہیں۔

تعجب تو یہ ہے۔ کہ آپ نے اخبارات الفضل و انقلاب میں ضرور حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تار ملاحظہ کی ہوگی۔ پھر آپ نے کیوں یہ غلط بات ہماری طرف منسوب کی۔ اور اس کے لئے ہمارے چند سال گذشتہ کے اشعار کو منتخب کیا۔

کیا آپ کو یاد نہیں کہ مئی ۱۹۱۹ء میں ہندوستان اور افغانستان کے حکمران برسرپیکار تھے۔ اور ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ گو آج ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت بادشاہ افغانستان اعلیٰ حضرت ملک معظم کے مہمان ہو کر لندن پہونچے ہیں۔ کیا آپ ۱۹۱۹ء کے واقعات کو سامنے رکھکر ہر دو حکمرانوں کو اس وقت دشمن قرار دیں گے۔ اگر آپ ایسا فعل کسی صحیح الدماغ انسان کا عمل نہ خیال کریں گے۔ تو آپنے کیوں ۱۹۰۴ء و ۱۹۰۵ء و ۱۹۲۴-۲۵ء کے واقعات کو ۱۹۲۸ء کے حالات پر چسپاں کر دیا۔ جبکہ اب ہمارا رویہ اعلیٰ حضرت کی طرف ویسا نہیں۔

امید ہے کہ آپ آئندہ کسی خود غرض انسان کے دھوکے میں آکر کسی کے خلاف بلا تحقیق قابل اعتراض لہجہ میں نوٹ نہ لکھا کریں گے بلکہ بعد از تحقیق قدم اٹھایا کریں گے۔ خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی مسجد احمدیہ پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء

اچھوت اقوام اور جداگانہ انتخاب

پچھلے دنوں اسمبلی میں مسٹر جیکار نے اچھوتوں کے مفاد کی خاطر ایک رزولیوشن پیش کیا تھا۔ لالہ لاجپت رائے نے اس کے متعلق ایک ترمیم پیش کرتے ہوئے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا۔ کہ اچھوتوں کی تعلیم کے لئے ایک کروڑ روپیہ منظور کرے۔ اور اندرون ملک جملہ کنوئیں اور پبلک سڑکیں ان کی خاطر کھولنے کا انتظام کرے۔ مگر لالہ جی کی یہ ترمیم مسترد ہو گئی۔ اس پر رائے زنی کرتا ہوا آریہ اخبار "تیج" دہلی ۲۷ فروری لکھتا ہے :-

"لالہ جی کی ترمیم کا استرداد اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ حکومت کو اگر اچھوتوں سے کچھ ہمدردی ہے۔ تو وہ صرف زبان تک ہی محدود ہے۔ عملی طور پر اُن کے لئے کچھ کرنا نہیں چاہتی"

مگر واقعات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے۔ تو "تیج" کا گورنمنٹ کو اس طرح موردِ الزام ٹھیرانا خلاف انصاف اور دیانت ہے۔ ہر حکومت کا پہلا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ملک میں قیام امن کا انتظام اور فسادات اور بدامنی کا انسداد کرے۔ اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کا ایک کثیر طبقہ اچھوتوں پر ہر قسم کا جبر و تشدد اور ظلم و ستم روا رکھنا صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ اپنی مذہبی تعلیم کی بنا پر موجب ثواب یقین کرتا ہے۔ اس صورت میں گورنمنٹ کے لئے یہ امر نہائت مشکل ہے۔ کہ وہ اپنی طاقت اور رعب سے کام لے کر تمام ملک کی سڑکوں اور کنوؤں وغیرہ کو اچھوتوں کے لئے کھول دے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی ایک کثیر تعداد گورنمنٹ کے اس فعل کو مذہبی مداخلت سے تعبیر کرے گی۔ اور اس طرح ہندوستان میں ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھل جائیگا۔

بہر حال اس ترمیم کے استرداد پر بعض ہندو معاصرین نے اچھوت اقوام سے جن الفاظ میں اظہار ہمدردی کیا ہے۔ وہ خوشکن اور امید افزا ہیں۔ کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے۔ جو اچھوتوں کی اصلاح کی خواہاں ہے۔ مگر ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ اس مقصد میں کامیابی گورنمنٹ کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا اصلی طریقہ یہ ہے۔ کہ وہ تمام طاقت اور قوت اپنی قوم کے خیالات کو تبدیل کرنے میں خرچ کریں۔ اور ان کو محبت و پیار سے سمجھائیں کہ ہندو شاستر بہت پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ اس روشنی اور تہذیب و تمدن کے دور میں ان پر عمل کرنا ناممکنات سے ہے۔ دنیا ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ اور ہندو شاستر اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اس لئے رفتار زمانہ کے ساتھ چلنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ دقیانوسی خیالات کو چھوڑ دیا جائے۔ اچھوت ہماری ہی طرح کے انسان اور خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور ان پر جبر و استبداد کسی طرح بھی خالق کی خوشنودی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

پرانے خیالات کے ہندوؤں میں تبدیلی پیدا کرنے کے ساتھ ایسے آزاد خیال اور مدعیان انصاف و دیانت ہندوؤں کا اپنا بھی فرض ہے۔ کہ وہ ایسی روش اختیار کریں جو اچھوتوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے مفید ہو سکے۔ اور ایسے طریقوں سے احتراز کریں۔ جن سے ان کو کچھ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں۔ اچھوت ہندوستان کے باشندے ہیں۔ اور ہندوستان ان کا بھی ویسا ہی وطن ہے۔ جیسے اونچی ذات کے ہندوؤں کا۔ بلکہ ان سے بڑھکر۔ کیونکہ اچھوت ہندوستان کے اصلی اور قدیمی باشندے ہیں۔ اور ہندو بعد میں آئے ہیں۔ پس اپنے وطن میں از راہ جبر و تشدد کسی قوم کو کمزور اور جاہل لوگوں کو اپنا دست نگر بنائے رکھنے کا حق نہیں ہے۔

ہندو صاحبان کافی عرصہ سے ان کے حقوق پر متصرف چلے آتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو کبھی اس بات کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ ملکی معاملات میں ان کا بھی کوئی حصہ ہو سکتا ہے مگر اب زمانہ کی رفتار نے ان میں بھی بیداری پیدا کر دی ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو انسان سمجھنے لگے ہیں اور اپنے حقوق واپس مانگ رہے ہیں۔ پس ان کے متعلق ہندوؤں کی ہمدردی کے دعاوی اگر محض زبانی نہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ اچھوتوں کے حقوق ان کے حوالہ کر دیں۔ اور ان کی جہالت اور پس افتادگی سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ایسی سیاسی چالیں چھوڑ دیں۔ جن کے نتیجہ میں ان کو کچھ نہیں مل سکتا۔ مخلوط انتخاب اچھوتوں کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اچھوت بہت غریب ہیں تعلیم میں بہت ہی پیچھے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں وہ ہندوستان کی دیگر اقوام سے پسماندہ ہیں۔ ایسی حالت میں اگر مخلوط انتخاب کا اصول ہندوستان میں جاری کر دیا جائے۔ تو ان کی نیابت اور نمائندگی کا انتظام کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ اور اچھوت رائے دہندگان کی غربت و افلاس اور جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندو ممبر ہی ان کی جملہ نشستوں پر متصرف ہو جایا کریں گے۔ پس مسلمانوں کی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اچھوتوں سے زبانی ہمدردی کے دعاوی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہی ہندوؤں کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ جداگانہ نیابت کی حمائت کریں۔

اس کے علاوہ حکومت کو بھی یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ سیاسی فوائد کے حصول کے لئے اور اچھوتوں کے نام ملکی معاملات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے ہندوؤں میں بے شک ایک ایسی پارٹی پیدا ہو چکی ہے۔ جو اچھوتوں کو ہندو قوم کا جزو کہتی ہے۔ مگر یہ سب دھوکا ہے۔ مغالطہ ہے۔ فریب ہے حقیقت اور امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اچھوت بالکل علیحدہ ہیں۔ وہ ایک جداگانہ قوم ہے۔ اور اس کے ثبوت میں کسی تاریخی حوالہ کی ضرورت نہیں۔ اچھوتوں کا دعوے ہے۔ کہ وہ ایک جداگانہ قوم ہیں۔ اور ہندوؤں سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ اچھوت کانفرنس دہلی میں تقریر کرتے ہوئے صدر کانفرنس نے صاف الفاظ میں کہا :-

"ہم سیاسی براہمنوں سے کہتے ہیں۔ کہ ہم کسی جماعت میں شریک ہونا نہیں چاہتے۔ ہماری خود ایک جماعت ہے"
(الامان ۳ مارچ)

اس لئے ان کی علیحدہ ہستی تسلیم کیا جانا ہی قرین انصاف و ہمدردی ہے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کے لئے ان کی ہر ممکن مدد کرے۔ ہندوؤں سے ان کو کوئی اُمید نہیں۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ ان سے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی تقریر میں کہا گیا ہے۔

"انگریزوں کو نکالنے کے لئے ہمیں سیاسی براہمنوں کی خوشی سے امداد نہیں کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہم پھر ایک مرتبہ ان کے جوتوں کے تلے آ جائیں"

پس ہندوؤں سے سوائے ذلت آمیز سلوک کے ان کو کسی بہتری کی اُمید نہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے۔ کہ بطور ایک علیحدہ جماعت کے ان کے حقوق کی حفاظت کا انتظام کرے۔

سودیشی کا حلف

سودیشی کپڑوں کو رواج دینے والے حسب ذیل الفاظ میں لوگوں سے حلف لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

"میں پرماتما کو حاضر ناظر جان کر اپنے ہم وطنوں کے روبرو اس بات کا عہد کرتا ہوں۔ کہ جب تک سواراج حاصل نہ ہو جائے میں انگریزی کپڑا استعمال نہیں کرونگا۔ اور میں صرف سودیشی کپڑا [illegible] ونگا" (تیج ۳ مارچ)

جو لوگ اس قسم کے حلف لے رہے ہیں۔ انہیں اس بات پر اعتراض کرنے کا قطعاً حق نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان اپنی غربت اور افلاس کو دور کرنے ذلت وادبار کی زندگی سے نکلنے اور اپنی تجارت کو ترقی دینے کے لئے صرف اتنی کوشش کریں۔ کہ وہ اشیاء جو ہندو ان سے نہیں خریدتے۔ ہندوؤں سے وہ بھی نہ خریدیں۔ مگر اس تحریک کے خلاف ہندو جس قدر زور لگا رہے اور اسے ملک کے امن کے لئے خطرناک بتا رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ کاش ہندو صاحبان جہاں اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو تھوڑا بہت ہی کرنے دیں۔

کثرت ازواج کی حکمت کا اعتراف یورپ میں

یورپ میں عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی نے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کر رکھی ہے۔ کہ ایک مرد کی ایک بیوی کے قانون میں مناسب اور ضروری اصلاح ہونی چاہئیے۔ تاکہ جہاں ایسی عورتوں کی شادیاں ہو سکیں۔ جو ساری عمر مردوں کی کمی کی وجہ سے باقاعدہ شادی سے محروم رہتی ہیں۔ وہاں اولاد کی پیدائش میں روز بروز جو کمی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کا بھی ازالہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک مشہور مضمون نگار جارج برنارڈ شا نے "شادی کی اصلاح" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں:۔

"بیویوں کی تعداد کا تعین کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق مرد عورتوں کے تناسب آبادی سے ہے۔ اگر ایک لڑائی میں اس ملک کے ⅚ مرد کام آجائیں۔ تو ہمیں مسلمانوں کے چار نکاح کے اصول پر عامل ہونا پڑیگا۔ تاکہ آبادی پوری ہو عورتوں کو جنگ میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس کا سبب بھی یہ نہیں ہے۔ کہ مرد عورتوں کے حق میں کچھ فراخ دلی یا فیاضی سے کام لینا چاہتے ہیں۔ عورتوں کی جان کی زیادہ قدر کرنے کا سبب یہی ہے۔ کہ ایسا کرنا لازمی ولابدی ہے۔ کیونکہ اگر کثیر تعداد میں عورتیں ہلاک ہو جائیں۔ یا جسمانی طور پر بیکار ہو جائیں۔ تو خواہ قانون شادی میں کوئی بھی ترمیم کی جائے۔ ملک کی تباہی نہیں رک سکتی۔ کیونکہ عورت زیادہ خاوندوں کے ساتھ کم اولاد پیدا کر سکتی ہے۔ مگر آدمی زیادہ بیویوں کے ساتھ زیادہ اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ پس واحد شادی کی قدرتی بنیاد یہ نہیں ہے۔ کہ کثرت ازواج میں کوئی قدرتی نقص ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ عورتوں و مردوں کی تعداد مساوی ہے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ یورپ جو اسلام کے مسئلہ کثرت ازدواج پر اعتراضات کیا کرتا تھا اب خود اس کی حکمت اور ضرورت کا کھلے طور پر اعتراف کر رہا ہے۔

فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں ہمارے ہندو بھائیوں کے اس لایعنی اعتراض کا بھی جواب دے دیا ہے۔ کہ اگر مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ تو عورتوں کو کیوں زیادہ خاوند رکھنے کی اجازت نہیں۔

"زمیندار" اور تبلیغ اسلام

ہم نے ۱۳ مارچ کے "الفضل" میں بغیر کسی کا نام لئے ایسے لوگوں کا ذکر کیا تھا۔ جو یہ تلقین کر رہے ہیں۔ کہ جب تک ہندوؤں سے مل کر سوراجیہ حاصل نہ کر لیا جائے۔ اس وقت تک تبلیغ اسلام کا ہندوستان میں ذکر تک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مثال کے طور پر بتایا تھا۔ کہ انجمن تعلقہ داران اودھ کے سابق صدر آل انڈیا شدھی سبھا کے پریذیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں۔

ان سطور کو "زمیندار" نے اپنے متعلق خیال کر کے ۱۶ مارچ کے اخبار کے "ذکاہات" میں اپنی تہذیب و شرافت کی ساری پونجی ہمارے خلاف صرف کر دی ہے۔ اس کے متعلق تو ہم صرف عطائے تو بلقائے تو پر ہی عمل کرتے ہیں۔ البتہ اس دعویٰ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ

"قارئین کرام کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ جس مذہب کی تبلیغ کا دروازہ سندھ میں بند ہوا ہے۔ وہ دین مصطفائی نہیں بلکہ دین مرزائی ہے"

اس دعوے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ہم وہ بیان پیش کرتے ہیں۔ جو "سکھر تبلیغ کانفرنس کے رنگ میں بھنگ" کے عنوان سے ۱۰ مارچ کے "انقلاب" میں شائع ہوا ہے۔ اور جس میں لکھا ہے

"مولانا (ظفر علی) صاحب نے کھلے لفظوں میں تبلیغ اسلام کے روکنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ پہلے دن جب سبجکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ تو آپ بھی اس کمیٹی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ پیشتر اس کے کہ آپ کچھ تقریر کریں۔ میری چند باتیں سن لیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تبلیغ اسلام بڑا مشکل کام ہے۔ اس مقصد کو بہت سی انجمنیں لے کر اٹھیں۔ مگر پھر ناکام بیٹھ گئیں۔ دراصل مسلمانوں میں تبلیغ کی رو ہندوؤں کی شدھی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ادھر کچھ قادیانی اٹھے۔ دوسری طرف وہابی۔ حنفی وغیرہ وغیرہ تھے۔ مگر آخر سب بیٹھ گئے۔ فرض کیجئے۔ آپ لوگ ضلع سکھر میں تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو لاکھوں روپیہ جمع کرنا ہوگا۔ اور پھر جب اس قدر سرمایہ جمع ہو جائے۔ تو اس کے بعد ایک مدرسہ کھول دیا جائے۔ جس میں پڑھنے والے ایسے آدمی ہوں۔ جو اپنی زندگیاں وقف کریں پھر وہ سب مذاہب کے علوم کما حقہ حاصل کریں۔ تو جب جا کر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ آپ کی تبلیغی کانفرنسوں نے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اس وقت تو ملک کی خدمت کی ضرورت ہے اور بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ ہم ہندوؤں سے اتحاد کریں۔ ورنہ تبلیغ میں تو ان کے مذہب کے متعلق اگر کچھ کہیں گے۔ تو وہ ضرور رنجیدہ ہوں گے۔ جس سے ملکی مفاد کو نقصان پہونچیگا۔

الغرض مولانا کی ساری تقریر کا لب ولباب یہ تھا کہ تبلیغ تو ہونی مشکل ہے۔ ایسی کانفرنسیں فضول ہیں۔ چونکہ آپ صدر مقرر ہو چکے تھے۔ اس لئے سب مشورہ کرتے رہے۔ کہ اگر ان کو صدارت سے الگ کر دیا جائے۔ تو یہ مہمان کی عزت کے نامناسب ہے۔ رات کو آپ کی صدارت میں جب کانفرنس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تو کسی سندھی یا پنجابی مولوی کو آپ نے دس منٹ بھی بولنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ جو ہندوؤں کے متعلق یا تجارت میں مسلمانوں کو ترقی کرنے کے متعلق ذکر کرنے لگتا۔ اسے فوراً روک دیتے کہ ہندوؤں کے متعلق ذکر کرنے کی اجازت نہیں۔ سب مقررین جو پنجاب و دیگر علاقہ سندھ و دہلی سے تبلیغی تقریروں کے لئے بلوائے گئے تھے۔ ان کو بولنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اور سامعین کو اسلامی تقریریں سننے سے مستفیض نہ ہونے دیا۔ خدا خدا کر کے آپ کی صدارت کے دو دن گزر گئے۔ جن میں آپ نے سب مقررین کا وقت غصب کر کے سائمن کمیشن کے مقاطعہ کا سبق دینے میں صرف کیا"

الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہے۔ کہ زمیندار نے جو دعوے کیا۔ اس میں کچھ بھی صداقت نہیں ہے۔

سنگھٹن اور قومیت

ہندو کمار سبھا دہلی کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر مونجے نے ہندو نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اپنے وقت کا قیمتی حصہ سنگھٹن میں خرچ کرو۔ ہندو سنگھٹن کے بعد قومیت کا سوال آئے گا"

(ریج ۴ مارچ)

ہندو لیڈروں کا پبلک جلسوں میں سوراجیہ کے حصول کیلئے قومیت پر زور دینا اور اس کی خاطر تمام فرقہ وارانہ تحریکوں کو بند کر دینے کی تلقین کرنا اور خالص ہندو جلسوں میں سنگھٹن کو قومیت پر ترجیح دینے کی نصیحت کرنا ایک معنی خیز امر ہے کاش مسلمان اس پر غور کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ جمعہ

رمضان کا آخری ہفتہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ ہفتہ جو شروع ہونے والا ہے۔ یعنی کل سے شروع ہوگا۔ یہ رمضان کا آخری ہفتہ ہے۔ اور اس کے بعد دن کو پھر وہی کھانا پینا ہوگا۔ اور انسان ہوگا۔ وہی تن آسانیاں ہونگی۔ اور انسان ہوگا۔ وہی غفلتیں ہونگی۔ اور انسان ہوگا۔ سوائے ان کے جن کے اندر رمضان کوئی تبدیلی پیدا کر گیا۔ اور

خدا کے قرب کا احساس

ان کے دلوں میں چھوڑ گیا۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ احساس بھی دعا کے ساتھ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ دعائیں ہی ایک ایسی چیز ہیں۔ جو انسان کو کامیابی کی طرف لے جانے والی ہوتی ہیں جس کثرت کے ساتھ اس ماہ میں

دعاؤں کا موقعہ

ملتا ہے۔ دوسرے مہینوں میں نہیں ملتا۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اس ماہ میں دعائیں کریں۔ اور

قرآن کریم کی تلاوت

بھی ضرور کریں۔ تا رمضان کی برکات سے پورا حصہ لے سکیں۔ قرآن کریم کا نزول رمضان میں شروع ہوا۔ اور سال بھر میں جتنا قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا تھا۔ وہ رمضان میں دوبارہ نازل کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنی وفات کا اندازہ بھی اسی امر سے لگایا۔ کہ ہر رمضان میں قرآن دو دفعہ نازل ہوتا تھا۔ اور اب کے صرف ایک ہی دفعہ ہوا ہے۔ تو رمضان کے مہینے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذہن میں قرآن کو تازہ کرنے کے لئے جبرئیل دوبارہ نازل ہوتا تھا۔ اس سے یہ سنت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ

قرآن کی حقیقی تلاوت

یہی ہے۔ کہ ایک ماہ میں ایک دور کیا جائے۔ یہ گویا قرآن کریم کی طبعی تلاوت ہے۔ اسی لئے اس کے تیس پارہ ہیں۔ اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اس سے کم و بیش قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے۔ بسا اوقات ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ اس سے زیادہ پڑھے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کئی گھنٹوں میں ایک پارہ ختم کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کے دنیاوی کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے سخت مشکل ہوتا ہے۔ کہ وہ روزانہ پارہ پارہ ختم کر سکیں۔ بعض آدمیوں کو میں نے دیکھا ہے۔ آدھ گھنٹہ تک پڑھنے کے بعد اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ کتنا پڑھا ہے۔ تو صرف دو تین رکوع بتائینگے۔ وہ اگر سیپارہ ختم کریں۔ تو ان کے دوسرے کام کاج میں ہرج ہوگا۔ میری اپنی یہ حالت ہے۔ کہ اگر تیزی کے ساتھ پڑھوں تو

بارہ منٹ میں ایک سیپارہ

ختم کر دیتا ہوں۔ اور عام رفتار کے ساتھ بھی ۲۰۔۲۲ منٹ میں ختم کر سکتا ہوں۔ غرض

مختلف حالتیں

ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بار بار قرآن کریم کو پڑھنے کی وجہ سے جلدی جلدی پڑھ سکتے ہیں۔ یا جن کو عربی زبان میں مہارت ہوتی ہے۔ یا حافظ ہوتے ہیں۔ وہ آسانی اور تیزی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر زیادہ پڑھیں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر جبرائیل کا آنا اسی حکمت سے تھا۔ کہ امت کے لئے تلاوت کا یہی اندازہ ہے۔ کہ

ایک سیپارہ روز

قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ دعائیں بھی خصوصیت سے ان دنوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ پھر سنت سے صدقہ وخیرات بھی ان دنوں میں کثرت سے کرنا ثابت ہے۔ صحابہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتے تھے۔ مگر رمضان کے دنوں میں کثرت اور خصوصیت سے کرتے تھے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کم از کم اتنی سخاوت ضرور چاہیئے۔ کہ ایک آدمی کے کھانے کا ماہوار خرچ ہو جائے۔ اور جسے اس کی توفیق نہ ہو۔ اس کے لئے تسبیح۔ تحمید اور تکبیر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ذکر الٰہی

کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کا قائم مقام ٹھہرایا ہے

ایک مرتبہ غربا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ بے انصافی ہے۔ کہ امرا صدقہ کر کے ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ نماز وہ بھی پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔ روزے وہ بھی رکھتے ہیں ہم بھی رکھتے ہیں [illegible] جہاد ہم بھی کرتے ہیں۔ وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس طرح زیادہ ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس [illegible] نہیں۔ کہ ہم اس پہلو سے بھی ان کی برابری کر سکیں [illegible] کیب

اخلاص کا عجیب نمونہ

پیش کیا ہے۔ آج کل لوگ کہتے ہیں۔ فلاں مالدار ہے اس لئے اس کی زیادہ خاطر کی جاتی ہے۔ اور غریبوں کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے۔ کہ آخر جو خود لوگوں سے اچھا سلوک کریگا۔ اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک ہوتا ضرور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اعتراض ہوتے تھے۔ کہ کوئی امیر آتا ہے۔ تو اسے اچھے کھانے دئے جاتے ہیں۔ اور غریب کو دال روٹی ہی ملتی ہے۔ اور اس طرح آپ کے دربار میں بھی امتیاز رکھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعتراض کو سنکر فرمایا۔ کہ فرق تو خدا کے گھر سے ہی قائم کیا گیا ہے۔ ایک شخص جس کو اپنے گھر میں خدا تعالےٰ پلاؤ کھانے کے لئے دیتا ہے۔ اسے اگر ہم دال کھانے کو دیں۔ تو یہ خدا تعالےٰ کی سخت گستاخی ہوگی۔ یہ علیحدہ باتیں ہیں۔ ہر ایک انسان کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کے فرق مٹائے نہیں جا سکتے۔

اس طرح اعتراض ہونے لگیں تو پھر اگر کپڑا تقسیم ہو۔ تو اعتراض بھی ہوگا۔ کہ فلاں شخص کا قد چھ فٹ ہے۔ اس کو زیادہ کپڑا مل گیا۔ اور فلاں صرف چار فٹ کا ہے۔ اسے کم ملا۔ مگر

قدرتی فرق

ہیں۔ ان کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ ایک ذہین طالب علم سبق جلد یاد کر لیتا ہے۔ مگر غبی الذہن دیر میں یاد کرتا ہے۔ ایک قوی اور توانا شخص فوج میں جلد ترقی کر کے عہدیدار بن جاتا ہے۔ مگر ایک کمزور آدمی ساری عمر سپاہی ہی رہتا ہے۔ تو یہ فرق خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ ہاں

دینی امور میں

کوئی امتیاز اور فرق نہیں۔ اگر کوئی امیر دیر سے مسجد میں آئے تو وہ ضرور پیچھے ہی بیٹھیگا۔ اگر وہ کسی غریب کو پیچھے کر کے خود آگے بیٹھے۔ تو ہم ضرور اسے پکڑیں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ کوئی دوست یا عزیز اس کے لئے اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہ ناجائز نہیں۔ مگر وہ زبردستی جگہ آگے حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح اور بھی بیسیوں باتیں ہیں۔ جن میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً

قانونی اور شرعی حقوق

[illegible] کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ غرض اس بات سے معلوم ہو [illegible]

بھی ان کے دلوں میں کیسا اخلاص تھا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا یہ کیوں دولتمند ہیں۔ روپیہ یہ کیوں جمع کرتے ہیں۔ بلکہ یہ شکوہ کیا۔ کہ یہ دین میں ہم سے کیوں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ تم ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ

تسبیح اور تحمید

اور بارہ مرتبہ تکبیر پڑھا کرو۔ بعض حدیثوں میں ۳۳، ۳۳ دفعہ تسبیح وتحمید اور ۳۴ دفعہ تکبیر بھی آیا ہے۔ اس طرح تم بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے۔

آج کل کے کمزور ایمان والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بہتر سلوک کیوں نہیں کیا جاتا۔ ہمیں مال کیوں نہیں دیا جاتا۔ مگر صحابہ یہ کہتے تھے۔ امیر روپیہ دے کر ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتایا جائے کہ ہم ثواب حاصل کرنے میں ان سے پیچھے نہ رہیں۔ جب امیروں کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمید اور تسبیح کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تو انہوں نے بھی تسبیح۔ تحمید شروع کردی۔ اس پر غربا نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ امیر بھی آپ کے ارشاد پر عمل کرنے لگ گئے ہیں۔ اب ہم کیا کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں خدا کی نیکی سے کیونکر کسی کو روک سکتا ہوں۔ اگر ان کے مال ان کی دینی ترقی کا موجب ہو رہے ہیں۔ تو میں ان کو کیسے اس سے منع کردوں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ذکر الہٰی کو

صدقہ کا قائم مقام

ٹھہرایا گیا ہے۔ پس جو غریب لوگ صدقہ نہیں دے سکتے۔ وہ تسبیح وتحمید وتکبیر سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی امیر باوجود مالی خیرات کے یہ بھی کرے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روکا نہیں۔ یہ اس کے لئے

مزید ترقی کا موجب

ہوگا۔ مگر آج کل کے امیروں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

پس اپنے اندر چستی پیدا کرنے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ امرا صدقہ کریں۔ اور جن کو صدقہ کرنے کی توفیق نہیں۔ وہ تسبیح وتحمید کریں۔ اس کے لئے ضروری نہیں۔ کہ رسم کے طور پر ایک خاص شکل بنائے ہوئے مسجد میں انسان بیٹھا رہے بلکہ وہ خواہ کہیں ہو تسبیح کر سکتا ہے۔ مجلس میں بیٹھا ہوا بھی تسبیح وتحمید وتکبیر کر سکتا ہے۔ اور اس طرح ہر انسان کے لئے اس حکم کے پورا کرنے میں سہولت ہے۔ اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔ اس طرح صد[illegible] سکتا ہے۔ اور جو شخص سارا سال ایسا کرے۔ وہ گویا سا[illegible] صدقہ دیتا رہتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں دعا پر جس قدر ظلم ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں۔ اور کسی زمانہ میں نہیں ہوا ہوگا۔ اس زمانہ میں دعا کی حیثیت

ایک بے جان لاشہ

کی سی ہوگئی ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے اسے بدترین اور لغو شے سمجھ رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کوئی بچہ نہیں۔ کہ ہم اس سے مانگیں گے۔ تو وہ ہمیں دیدیگا۔ اگر محنت کرو گے۔ تب ملیگا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو دعا کو چھو منتر سمجھے ہوئے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں بچے

آنکھ مچولی

کھیلتے ہیں۔ ایک بچہ آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ اور باقی بھاگ جاتے ہیں۔ پھر وہ ان کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس دوران میں اگر کوئی بچہ مقررہ مقام پر آ کر "تھو" کردے۔ تو وہ بچ جاتا ہے۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اس کی آنکھیں نہیں بند کی جاسکتیں۔ تو بعض لوگوں نے دعا کو ایک ایسی ہی کھیل سمجھ رکھا ہے۔ کہ جب تھو کیا۔ سب کچھ حاصل ہو جائیگا۔ پھر اگر ان کی مراد پوری نہ ہو۔ مثلاً اگر وہ بیٹے کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ اور وہ نہ ملے۔ یا مقدمہ میں ان کی فتح نہ ہو۔ تو خدا سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ ہمارے منہ سے ایک دفعہ کسی بات کے کہہ دینے سے خدا پر اس کا اسی طرح کردینا فرض ہو گیا ہے۔ جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اور اگر اس طرح نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ایسے خدا کی عبادت کرنے سے کیا فائدہ۔ اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ دہریہ ہو گئے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ بھی اسی خیال کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی بات کا اثر ہے۔ کہ عام طور پر لوگ

بد دعا

سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ جب کسی نے بد دعا دی تو وہ فوراً قبول ہو جائے گی۔ اور ہم برباد ہو جائیں گے۔ عورتوں میں تو یہ خیال بہت ہی ترقی پر ہے۔ وہ سمجھتی ہیں۔ جب کسی نے کہا۔ تیرا بچہ مرے۔ تو بس وہ ضرور ہی مر جائے گا۔ وہ اتنا نہیں سوچتیں کہ خدا "اندھیر نگری چوپٹ راجہ" نہیں۔ بلکہ وہ بصیر ہستی ہے۔ وہ خود ہر بات کو دیکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی منہ سے کہدے۔ کہ یا الہٰی فلاں کے بچے مر جائیں۔ تو خدا مارنا شروع کردے۔ تو عورتوں نے خصوصاً بد دعا کو ایک کھیل اور تماشہ سمجھ رکھا ہے۔ اور [illegible] کا اعتبار دعا کی قبولیت کی نسبت بد دعا پر بہت زیادہ ہے

گویا وہ سمجھتی ہیں۔ کہ خدا کچھ دینے کو اس طرح طیار نہیں ہوتا۔ جیسا لینے کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں مخفی طور پر یہ احساس ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نعوذ باللہ ظالم اور سخت گیر ہے۔ وہ دعا کو اتنا نہیں سنتا۔ جتنا بد دعا کو سنتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دعائیں سنتا ہے۔ اور بد دعا کو نہیں سنتا۔ چنانچہ فرمایا۔

رحمتی وسعت کل شیءٍ

کہ میری جملہ صفات پر میری رحمت غالب ہے۔ اور جب رحمت غالب ہے۔ تو رحمت تو دعا کو قبول کرنے والی چیز ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ رحمت دبی رہے۔ اور قہر غالب آجائے۔ یہ تو دعا کا غلط مفہوم ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص ساری عمر دعائیں کرتا رہے۔ وہ نیک ومتقی بھی ہو۔ احکام شریعت پر چلنے والا بھی ہو۔ مگر وہ مرجائے۔ اور اس کی دعا قبول نہ ہو۔ اور ایک دوسرے شخص کے دل میں چلتے چلتے ایک خواہش پیدا ہو اور وہ پورے طور پر اس کو الفاظ میں ادا بھی نہ کرنے پائے۔ اور وہ پوری ہو جائے۔ مگر ساری عمر دعا کرنے کے باوجود دعا کے قبول نہ ہونے کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ دعا رد کردی جاتی ہے۔ جیسے ایک مریض سینکڑوں طبیبوں کے علاج کے باوجود مرجاتا ہے۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ علم طب ہی کوئی چیز نہیں۔

ایک دوسرے مریض کو کسی حکیم یا طبیب کا علاج یا مشورہ میسر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک بڑھیا صرف اتنا کہتی ہے کہ ہمارے ہاں بھی ایک شخص اس مرض میں مبتلا ہوا تھا۔ تو ہم نے اسے فلاں چیز دی تھی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس بڑھیا کو اس مریض اور اپنے مریض کی

طبائع کے اختلاف

کا کچھ علم نہیں۔ بیماریوں کی علامتوں کا کچھ پتہ نہیں۔ دونوں میں بیماری پیدا ہونے کی وجوہات کی کچھ خبر نہیں۔ صرف اتنا کہدیتی ہے کہ ہم نے اپنے مریض کو یہ چیز دی تھی۔ اب اتفاق ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ دونوں کی حالت ایک ہی سی ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اسی چیز سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ مگر بادشاہ مرجاتے ہیں۔ اور اس سے علم طب کا غیر صحیح ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

پس بعض

دعاؤں کا قبول نہ ہونا

بتاتا ہے۔ کہ کوئی اور بھی قانون اور صفات ہیں۔ جو دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ جو آیت اس امر کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے۔ کہ ہر دعا قبول ہونی چاہیئے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ لوگ کہتے ہیں اس کے یہ

معنے ہیں۔ کہ جب کوئی بندہ خدا تعالےٰ کو پکارتا ہے۔ تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ مگر اسی پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک شخص دعا کرتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو جائے۔ مگر دعا کرتے وقت اس کے ذہن میں وہ خدا نہیں ہوتا۔ جو کئی صفات کا مالک ہے۔ بلکہ اس کے سامنے ایک دوسرا خدا ہوتا ہے جو اس کا

ذہنی خدا

ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ خدا ایک وجود ہے۔ اور اس کا یہی کام ہے۔ کہ میری مراد پوری کر دے۔ وہ اس کو مختلف صفات کا خدا نہیں سمجھتا۔ بلکہ ایک خاص ذہنیت اس کے متعلق رکھتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی بعض صفات ہی چاہتی ہیں۔ کہ اس کی دعا رد کر دی جائے۔ خدا تعالےٰ کی صفات غنی جبار۔ قہار۔ رحمٰن سب ہی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ ایک شخص کی دعا کو قبول کرے۔ تو یہ اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتی ہے۔ ایک بڑھیا عورت ہے اس کا اکلوتا لڑکا قید ہو جاتا ہے۔ وہ اس کی آزادی کے لئے دعا کرتی ہے۔ اب خدا بے شک

آزاد کرنے والا

ہے۔ مگر وہ اس بڑھیا کا ہی تو خدا نہیں۔ وہ سب کا خدا ہے اور وہ جانتا ہے۔ کہ اس کو آزاد کرنے سے سینکڑوں انسان قید ہوں گے۔ اس لئے وہ اس کی دعا کو رد کر دیتا ہے۔ تو خدا نے فرمایا۔ میں جو اصلی خدا ہوں۔ اور تمام صفات کا مالک ہوں۔ تمہارا ذہنی خدا نہیں ہوں۔ اگر تمہاری دعا میری صفات کے مطابق ہوگی۔ تو وہ

ضرور قبول ہوگی

اور جب کوئی انسان قرآن کے پیش کردہ خدا کو پکارتا ہے تو اس کی پکار ضرور سنی جاتی ہے۔ خدا رحمان۔ رحیم۔ قہار۔ شدید العقاب سب صفات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور دعا جب ان صفات والے خدا سے مانگی جائے۔ تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ لفظ فی میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سب صفات والا خدا ہے۔ اگر وہ ایک شخص کو چھوڑتا ہی تو دوسرے کہتے ہیں ہم مارے جائیں گے۔ اس صورت میں اس کی صفت قہار ہی غالب آئیگی۔ اس لئے وہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ تو خدا نے یہ کہیں نہیں کہا۔ کہ میری ایک ہی صفت سے مانگو۔ اگر وہ کہتا کہ دع الرحمٰن تو شائد بہت ہی کم دعائیں رد کی جاتیں۔ مگر اس آیت میں کوئی استثنا نہیں۔ لفظ فی ہے۔ جس میں اس کی تمام صفات کا ذکر ہے۔

پس جو دعا قبول نہیں ہوتی۔ سمجھ لو۔ کہ وہ

خدا کی صفات کے مطابق نہیں

خدا کی صفات کی مثال جمہوریت کی ہے۔ اور جمہوری کے ایک ممبر کی رائے پر کبھی فیصلہ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ تمام ممبروں کی رائے کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پس جو دعا جمیع صفات والے خدا کے سامنے پیش ہو۔ وہ کبھی رد نہیں کی جاتی۔ یعنی جو دعا اس کی تمام صفات کے مطابق ہوگی۔ اور ان کو آپس میں ٹکرانہ دیگی۔ وہ ضرور قبول کی جائیگی۔ پس وہ لوگ پاگل ہیں۔ اور نادان ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مگر دعا ایسی ہونی چاہئیے۔ جو خدا کے

شایان شان

اور اس کی صفات کے مطابق ہو۔ بعض عورتیں میرے پاس آتی ہیں۔ کہ فلاں نے میرے بچے کو بد دعا دی ہے۔ اب کیا ہوگا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ بد دعا کس کے سامنے پیش ہوگی شیطان کے پیش تو نہیں ہوگی۔ خدا تعالےٰ کے ہی پیش ہوگی۔ اور وہ یقیناً اس کو رد کر دیگا۔ پس ان ایام میں

دعاؤں پر خاص زور

دینا چاہئیے۔ اور ان دنوں سے خاص فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا چاہئیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کو بھی دعاؤں سے خاص تعلق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ میں نے اس کے بالوں سے اس طرح پانی ٹپکتا دیکھا ہے۔ جیسے کوئی حمام سے غسل کرکے نکلے۔ اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ دعاؤں میں سخت مجاہدہ کرنے والا ہوگا ؎

درس قرآن شریف کے متعلق اعلان

اخبار الفضل ۱۷ر فروری میں درس قرآن کریم کے عنوان سے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ احباب اپنی رائے سے اطلاع دیں۔ کہ جولائی اگست یا ستمبر کے مہینوں میں سے کس ماہ میں ان کی سہولیت کے لحاظ سے درس ہونا مناسب ہے۔ اس اعلان کے جواب میں جو اطلاعات اس وقت تک پہونچی ہیں۔ ان کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ حضور بجائے جولائی کے ستمبر ۱۹۲۶ء میں درس دیں گے۔ تمام احباب مطلع رہیں۔ والسلام

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری

نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی دریافت کرنی ضروری ہے

ہندوستان کے مسلمانوں میں بدقسمتی سے بہت سے ایسے طریق رائج ہو گئے ہیں۔ جو شریعت اسلام کے منشاء کے خلاف ہیں اور ان کی وجہ سے علاوہ قومی تنزل کے آئے دن بہت سی خرابیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ان خلاف شریعت باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی نہیں پوچھی جاتی۔ اور اگر پوچھی بھی جاتی ہے۔ تو محض رسم کے طور پر عین خطبہ نکاح کے وقت پوچھا جاتا ہے۔ جبکہ سارا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور اس وقت بھی ایسے رنگ میں پوچھا جاتا ہے۔ کہ جو عملاً ایک جبر کا رنگ ہوتا ہے۔ یہ طریق شریعت اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف الفاظ میں حکم فرمایا ہے۔ کہ نکاح کے فیصلہ سے قبل لڑکی کی مرضی دریافت کی جائے۔ اور اس کی مرضی حاصل کرنے کے بغیر نکاح کی تجویز پختہ نہ کی جائے۔ اور اگر وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہے۔ تو اس کی خاموشی کو رضامندی کے ہم معنے سمجھ لیا جائے۔

عقلاً بھی یہ سخت قابل اعتراض ہے۔ کہ جس بیچاری کو ساری عمر کے لئے ایک شخص کے ساتھ واسطہ پڑنا ہے۔ اس کی مرضی دریافت کرنے کے بغیر اس کا نکاح کر دیا جائے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی سے پوچھا نہیں جاتا۔ اور والدین خود اپنی مرضی سے اس کا رشتہ کسی جگہ کر دیتے ہیں۔ جو اسے منظور نہیں ہوتا مگر چونکہ اس سے پوچھا نہیں جاتا۔ وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہتی ہے۔ اور اس طرح اس کی ساری عمر تلخی میں گذرتی ہے۔ ہمارے احباب کو چاہئیے کہ وہ ایسے سب رسم و رواجات کو جو شریعت کے خلاف ہوں ترک کرکے اپنے طریق عمل کو شریعت کے مطابق بنائیں۔ کیونکہ اس میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی ہے بلکہ خود ان کا اپنا بھی فائدہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ کم از کم ہماری جماعت میں کوئی رشتہ ایسا نہیں ہوگا۔ جس میں لڑکی کی مرضی نہ دریافت کی گئی ہو۔ مرضی دریافت کرنے کا آسان طریق یہ ہے۔ کہ لڑکی کی بڑی بہن یا کسی اور ہم عمر رشتہ دار یا کسی سہیلی کی معرفت پوچھ لیا جائے۔ کیونکہ ان کے سامنے لڑکی اتنی شرم محسوس نہیں کرتی جتنی وہ اپنے والد یا والدہ کے سامنے کرتی ہے۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو سکتی ہو۔ تو خود والدہ یا والد یا اور کوئی بڑا رشتہ دار دریافت کر سکتا ہے یا کس [illegible] جا سکتا ہے ؎

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

آہ پدر

۱۴ فروری ۱۹۲۸ء کا وہ منحوس دن مجھے نہ بھولے گا۔ جبکہ میرے پیارے والد شیخ مولا بخش صاحب نے ہم سب کو غمزدہ دختریں چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ ماں باپ کی مفارقت کا صدمہ کچھ وہی دل جانتے ہیں جنہیں یہ داغ لگ چکا ہو۔ اور اس مصیبت سے وہی بدنصیب آشنا ہیں۔ جو اس کے نیچے دب رہے ہوں۔ آہ دنیا میں انسان کو کونسی نعمت نہیں ملتی۔ کونسی خوشی میسر نہیں ہوتی۔ وہ کس بات سے محروم رہتا ہے اس کو اپنی حالت کے مطابق سب نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سب مسرتیں مل جاتی ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس اسے ماں باپ کی بے انتہا شفقت اور محبت میسر نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسی نعمت اور مسرت ہے جو گئی ہوئی واپس نہیں ملتی۔ انسان اس کے لئے روتا اور بلکتا ہے۔ مگر دوبارہ اس نعمت کو نہیں پا سکتا۔ اے کاش اگر رونے پیٹنے سے یہ نعمت مل جایا کرتی۔ تو میں سالہا سال روتی۔ ؎

عرفی اگر بگریہ میسر شود وصال
صد سال مے تواں بہ تمنا گریستن

یوں تو ماں باپ خواہ کیسے ہی ہوں۔ ان کی وفات کا رنج ایک طبعی اور لازمی ہے۔ مگر وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تمام خوشیوں اور ساری راحتوں کے سرچشمہ ہوں۔ جو اپنی اولاد کی ذرہ سی تکلیف کو اپنے لئے موت اور اس کی ذرا سی خوشی کو اپنے لئے زندگی کا جام سمجھتے ہوں۔ جو اپنی اولاد کے ہر دکھ اور ہر درد کی دوا ہوں۔ ایسے ماں باپ کی وفات کا صدمہ جتنا ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بالخصوص جبکہ ان میں سے ایک ہی زندہ ہو اور وہ بھی انتقال کر جائے۔

ہمارے والد ماجد کو خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ خدا تعالے نے جہاں ان کو دین و دنیا کی خوبیوں سے آراستہ کیا تھا۔ وہاں اپنی اولاد کیلئے بھی بڑا شفیق باپ بنایا تھا۔ بیشک والدین کو اپنی اولاد سے محبت قدرتی امر ہے۔ مگر ہمارے والد مرحوم کو اپنی اولاد سے محبت نہیں عشق تھا۔ ہماری والدہ ہمارے بچپن میں ہی انتقال کر گئی تھیں۔ ہمارے والد مرحوم نے جس محنت و دلسوزی سے ہمیں پرورش کیا۔ اور جس محبت و شفقت سے انہوں نے ماں کی کمی کو پورا کیا۔ اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ بعض لوگ دوسری شادی کر کے پہلی اولاد کو کم و بیش بھول جاتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی محبت میں رتی بھر فرق نہ آنے دیا۔ کئی لوگ لڑکیوں سے لڑکوں

کرتے ہیں۔ مگر میرے پیارے والد ماجد کا خدا انہیں جنت میں جگہ دے لڑکوں سے بڑھ کر لڑکیوں سے سلوک تھا۔ وہ فرمایا کرتے۔ یہ پہلو کمزور ہوتا ہے۔ اس کا زیادہ خیال ہونا چاہئیے۔ وہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ لڑکوں کی نسبت لڑکیاں والدین کی زیادہ فرماں بردار اور غمگسار ہوتی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کی عدم موجودگی میں وہ ہماری خدمات سے بےحد خوش ہوتے۔ اور خدا کا بار بار شکریہ ادا کیا کرتے تھے غرض وہ لڑکیوں کو زحمت نہیں بلکہ رحمت الٰہی سمجھتے تھے اس لئے وہ ہمارے جذبات و احساسات کا ہمارے بھائیوں کے جذبات و احساسات سے بڑھ کر احترام کرتے تھے۔ باوجودیکہ ہم سب بہنیں اپنے بھائیوں سے عمر میں بہت چھوٹی ہیں علم و فضل میں بھی وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ مگر اکثر دیکھا گیا۔ کہ ہمارے والد اکثر معاملات میں ہماری رائے کو ہمارے بھائیوں کی رائے پر ترجیح دیتے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ ہمارے بھائیوں کو شکایت پیدا ہو جاتی کہ آپ انکی رائے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ غرض عام لوگ تو لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے طریق عمل سے لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت دے رکھی تھی۔ افسوس صد افسوس کہ ایسے شفیق باپ کا سایہ آناً فاناً سر سے اٹھ گیا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ والدین کا سایہ ہمیشہ کے واسطے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے بالخصوص ہم سب بہنوں کے واسطے ان کا وجود ایسا ضروری تھا۔ جیسا شیر خوار بچوں کیلئے ماں کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ مگر موت کو اپنے کام سے واسطہ نہ کہ ان باتوں سے ؎

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

میرا دل غم سے پھٹنے لگتا ہے۔ جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میرے چھوٹے بہن بھائی جن کی عمر ابھی علی الترتیب ڈیڑھ اور تین اور پانچ سال کی ہے۔ ان کا ایسے شفیق باپ سے لطف اٹھانا تو درکنار واقف تک نہ ہونے پائے تھے۔ کہ قدرت نے ان سے محروم کر دیا۔

آہ میرے پیارے والد آپ کو تو ہماری ایک منٹ کی جدائی بھی شاق تھی۔ آہ اب آپ کو گئے ہوئے کئی روز ہو گئے ہیں۔ آنا تو درکنار آپ نے وہاں پہونچنے کی اطلاع بھی نہ دی

شکوہ ہے رفتگان مقام بعید کا
ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا

آہ میں حیران ہوں۔ میرے اللہ وہ واقعی وہ ایسی جگہ ہے۔ جہاں جا کر سب عزیزوں کی محبتیں اور پیاروں کے پیار یکدم فراموش ہو جاتے ہیں۔ وہ عزیز جو نصیب ہوں ان کی جدائی میں روتے ہیں۔ بلبلاتے ہیں۔ اور ان کی [illegible] دیتے ہیں مگر ان کو ان کا دیدار ہونا تو درکنار ان کے قیام [illegible] کا پتہ نہیں لگتا۔

نہ خط آتا ہے کوئی نہ خبر معلوم ہوتی ہے
گئے دنیا سے جو یارب وہ کس بستی میں جا بیٹھے ہیں

اچھا میرے پیارے غمگسار والد مکرم تم جہاں رہو خوش رہو۔ تم ہمارے لئے شمع کی طرح پگھل گئے۔ لیکن ہم نہ اس کا عوض دے سکے اور نہ اب دے سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ دعا کرتے رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے معمور کرے۔ اللہ تعالیٰ اگلے جہان کی تمام نعمتوں سے سرفراز کرے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ موت نے گو آپ کو ہم سے الگ کر دیا۔ مگر موت آپ کی بےشمار شفقتیں اور لاتعداد عنایتیں جو آپ نے ہم پر کیں۔ ان کی یاد ہمارے سینہ و دل سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ دلفگار ب خ ن از لاہور

اسوۂ حسنہ

انبیائے کرام اور ان کے خلفاء و جانشین جو مشعل ہدایت اور نور حقیقی بن کر دنیا کی اصلاح و راہ نمائی کے لئے مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ وہ جہاں اصلاح خلق کے لئے خدائے پاک کی طرف سے ایک صحیح قانون لاتے ہیں۔ وہاں کمزور بندگان خدا کے لئے خود اس قانون کی سچی تشریح اپنے عملی نمونہ سے پیش کرتے ہیں۔ جو کہ مومنوں کے لئے ترغیب و تحریص کا موجب اور ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات بھی اسی منہاج پر ہمارے لئے ہمیشہ ایک نمونہ اور اسوۂ حسنہ پیش کیا کرتی ہے جس کی تازہ مثال دوستوں کیلئے پیش کی جاتی ہے آج کل ریزرو فنڈ کے وعدوں کے متعلق یاد دہانی کا سلسلہ جاری ہے جو دفتری کاروبار کی کثرت اور کارکنوں کی قلت کی وجہ سے دو اڑھائی ماہ سے معرض التوا میں پڑا تھا۔ حضور کے خاندان اور معزز خواتین کی خدمت میں بھی مقامی و بیرونجات کے احباب کی طرح یاد دہانی کرائی گئی۔

سب سے پہلے جن یاد دہانیوں کا عملی جواب دفتر کو ملا وہ اسی خاندان کے محترم ممبر ہیں جنہوں نے اپنے عملی نمونہ سے جہاں کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرمائی وہاں تمام وعدہ کنندگان ریزرو فنڈ کے لئے ایک قابل تقلید مثال اور قابل عمل اسوہ قائم فرمایا۔ جزاهم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

احباب کرام اور معزز وعدہ کنندگان۔ آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ اس اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے آپ بھی جہاں ایفاء عہد کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے سامان مہیا کریں۔ وہاں کارکنان سلسلہ کی درخواستوں پر توجہ فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ناظر بیت المال قادیان

سیکرٹری صاحبان تبلیغ سے درخواست

مجھے یہ معلوم کر کے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک لاجواب پرچہ جو خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں فاروق نام سے جاری ہوا تھا۔ اور جس نے نہایت اخلاص اور پوری شوکت سے اندرونی و بیرونی مخالفین سلسلہ و دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اور برابر کرتا رہا۔ وہ قریباً اپریل ۱۹۲۷ء عرصہ ایک سال سے محض عدم توجہی خریداران کے باعث بند ہو گیا ہے۔ اس قدر افسوس اور دکھ ہوا جو بیان نہیں کر سکتا میں کبھی یہ خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ کہ وہ قوم جس کو تمام دنیا کی راہ نمائی کے لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک نبی مامور کر کے اس کے ہاتھ پر جمع کیا ہے۔ وہ قوم جس کے ہر ایک فرد نے خدا کے مسیح اور اس کے فرستادہ حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر یہ عہد کیا ہو۔ کہ "وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیگا" اور یہ اقرار نہ ایکبار بلکہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ اس کی تجدید کی۔ اور پھر حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر سہ بارہ اس کو پختہ کیا۔ وہ قوم اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دیکھتے دیکھتے اپنے سلسلہ کے ایک اخبار کو بند کر کے آرام سے بیٹھ جائے۔ میرا ضمیر ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور کرنے کو آمادہ نہیں ہے۔ کہ ایک زندہ قوم جس نے تمام جہان کو اپنی زندگی کا قائل کرنا ہے۔ وہ ایسی سست اور بے پرواہ ہو جائیگی کہ اس کی زندگی میں اس کا ایک قومی اخبار بند ہو جائے۔ اور اس کو احساس تک نہ ہو۔ آج دنیا کے ہر اطراف والوں نے یہ مان لیا ہے کہ بیشک احمدی قوم ہی ایک زندہ قوم ہے۔ اور اسی کی طرف یار و اغیار کی نظریں اپنے اپنے خیالات کے مطابق اٹھ رہی ہیں۔ پس اے نہ صرف خود زندگی رکھنے والی قوم بلکہ دوسروں کو بھی زندگی دینے والی قوم اٹھ اور جاگ۔ کہ کیا تو یہ چاہتی ہے۔ کہ ہر طرح سے جملہ اقوام عالم پر اپنا سکہ جمائے۔ اور ہر بات میں سب سے گوئے سبقت لے جائے۔ یا یہ کہ بدخواہ تیرے کبھی آلہ کار کو ٹوٹا ہوا دیکھکر خوشی کے شادیانے بجائیں؟ کیا احمدیت کی غیرت اور سلسلہ احمدیہ کی حمیت اس امر کی مقتضی نہیں ہے کہ اس کے ذرائع تبلیغ تمام مذاہب عالم کے ذریعوں سے بڑھکر ہوں۔

برادران! آپ کو علم ہوگا۔ کہ باطل کی حامی مٹھی بھر قوم جو آریہ سماج کے نام سے موسوم ہے۔ جس کی تعداد چند لاکھ سے اوپر نہیں جو رات دن اسلام کی عداوت میں اپنا خون پسینہ ایک کر رہی ہے۔ اس کے کتنے روزانہ اور ہفتہ وار اور ماہوار اردو۔ ہندی۔ انگریزی کے اخبار و رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اور بڑی بڑی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دیگر باطل پرستان اپنے ہاتھ میں ایک زبردست اور طاقتور پریس رکھتے ہیں۔ ان سب باطلوں کے ازہاق کے لئے خداوند جل شانہٗ نے الحق بھیجا۔ جس کو احمدی قوم نے نحن انصار اللہ کہہ کر قبول کیا۔ لیکن کمتنا افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس قوم کا پریس اس قدر کمزور ہو۔ کہ اس کی آواز کو غیر تو الگ رہے درکنار اپنوں تک پہونچنے کے وسائل بھی نہ ہوں۔

میرے عزیز دوستو! یہ کون نہیں جانتا۔ کہ موجودہ کشمکش اور دوڑ میں وہی قوم آگے نکل کر کامیاب ہو سکتی ہے۔ جس کا پریس مضبوط ہو۔ جس کی آواز بلند ہو۔ جو دور تک وسیع طور پر پہونچ سکے۔ کیونکہ بجز پریس کی طاقت کے آج کوئی ذریعہ تبلیغ و اظہار حق اور ابطال باطل کا دنیا میں نہیں ہے۔ پس آپ اگر ذراسی توجہ فرمائیں۔ تو آپکا پریس بھی مضبوط اور طاقتور ہو سکتا ہے۔ آپ نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ آپنے خدا کی راہ میں ہمت سے بڑھکر قدم اٹھایا ہے۔ صرف توجہ کیفرورت ہے پس کسی لمبی چوڑی تمہید اور طول طویل مضمون لکھکر آپ کو توجہ دلانے کیضرورت نہیں۔ آپ میں سے ہر احمدی اپنے فرائض کو خوب سمجھتا ہے مجھے بتانے کی حاجت نہیں۔ البتہ میں یاد دلانے کیواسطے یہ درخواست آپکے پاس ارسال کر رہا ہوں۔ جو محض اتنی ہے۔ کہ آپ فاروق کو اپریل ۱۹۲۸ء تک دوبارہ جاری ہونے کے قابل بنا دیں۔

اس کیلئے میں آسان تجویز پیش کرتا ہوں۔ کہ فاروق صرف پانسو خرید ہو جانے پر خدا کے فضل سے چل سکتا ہے۔ جو مہینہ میں چار بار ۱۲ صفحہ پر شائع ہوگا۔ اس کا سالانہ چندہ عام خریداروں سے چار روپیہ اور خاص خریداروں یا مخیر اور سرپرستان سے دس روپیہ سالانہ ہوگا۔ اگر جملہ انجمنہائے احمدیہ کے سیکرٹری صاحبان تبلیغ اپنی اپنی انجمن کے لئے ایک ایک پرچہ پانچ روپیہ سالانہ قیمت دیکر خرید لیں تو کم از کم تین سو پرچے تو انجمنوں کے نام جاری ہو سکتے ہیں۔ اور یہ چندہ انجمن کے مشترکہ مقامی فنڈ میں سے دیا جائے۔ تاکہ کسی پر بار نہ رہے۔ اس کے علاوہ اگر پچاس خریدار سرپرست بنکر بحساب دس۔ دس روپیہ سالانہ عطا کریں۔ اور باقی خریدار چار چار روپیہ سالانہ والے اپنے احباب میں سے بہم پہونچائیں۔ تو اسطرح پانچسو خریدار آخر مارچ تک ہو جائیں اور خدا کے فضل سے اپریل ۱۹۲۸ء سے فاروق جاری ہوکر دوستوں کو شاد اور دشمنوں کو نامراد کرے۔ انشاء اللہ۔

پس جو سیکرٹریان تبلیغ اور دیگر احباب فاروق کیلئے خریدار پیدا کریں ان سے چندہ نقد پیشگی وصول کریں۔ اور چندہ معہ اسماء خریداران ایڈیٹر صاحب فاروق کے نام روانہ کر دیں۔ اور دفتر تبلیغ میں اطلاع دے دیں۔ اور پوری کوشش سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء تک پانچسو خریدار پورے کر کے فاروق کے اجراء کا ثواب حاصل کریں۔ اس قدر خریدار بنا لینا احباب سلسلہ کیلئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرور خیال رکھیں۔ کہ چندہ سالانہ بحساب ملنا چاہیئے یا بالکل یا نصف یا سہ ماہی اس کا نصف نقد وصول کریں۔ یا وی پی کی اجازت لیں۔ تاکہ جو اس وقت نقد نہ ادا کر سکتے ہوں۔ اور کچھ دن بعد دینا چاہیں ان کے نام وی۔ پی کر دیا جائیگا۔ بہرحال روپیہ پیشگی آنے پر اخبار کا جاری کرنا آسان ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری یہ درخواست مخلصانہ رائیگاں نہ جائیگی مزید بار آور ہوگی۔ آمین۔

فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان۔

عیسائیت پر احمدیت کے غلبہ کا تازہ ثبوت

۱۰۔ ۱۱۔ مارچ ۱۹۲۸ء خانیوال میں عیسائیوں کا جلسہ تھا ہم نے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے درخواست کی تھی۔ کہ اس موقعہ پر کوئی مبلغ بھیجا جائے۔ چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء کو مولوی اللہ دتا صاحب خانیوال پہونچ گئے۔ مولوی صاحب کی آمد پر ایک عیسائی ان سے ملنے کے لئے آیا۔ اور کچھ باتیں کرنے کے بعد چلا گیا۔ اس نے جاکر مولوی صاحب کی آمد سے عیسائیوں کو اطلاع دی جس سے عیسائی کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور کسر صلیب کا نظارہ نظر آنے لگا۔ ۹ مارچ کو عیسائیوں کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا مگر ہر ایک اشتہار میں "پادری عبدالحق صاحب" کے الفاظ کے بعد قریباً ایک انچ جگہ کٹی ہوئی تھی۔ جس سے پبلک کو اور بالخصوص ہمیں بہت حیرانی ہوئی۔ بہت جدوجہد کے بعد اس کا کھوج نکالا گیا۔ اور کاٹنے والے ملازم سے چند کٹے ہوئے پرزے حاصل کئے گئے۔ تو ان پر "فاتح قادیان" لکھا ہوا تھا۔ اصل اشتہار اور کٹا ہوا پرزہ ہمیں مل گیا ہے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ کہ عیسائیت پر احمدیت کا کس قدر سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہے۔ کہ پادری عبدالحق صاحب کا "فاتح قادیان" ہونا محض ایک فرضی بات ہے جسے عیسائی خود اپنے ہاتھوں کاٹ رہے ہیں۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

۹ مارچ مولوی اللہ دتا صاحب نے سیکرٹری صاحب کرسچن سوسائٹی کے نام رقعہ لکھا۔ کہ ہمارے ساتھ مباحثہ کر لیا جائے۔ انہوں نے حسب ذیل جواب دیا۔

"پادری صاحب (پادری عبدالحق صاحب) مباحثہ کے لئے یہاں پر نہیں آرہے ہیں۔ صرف لیکچر دینے کے واسطے آرہے ہیں۔ بعد اس لیکچر کے تحریری سوالوں کا جواب بخوشی دیا جائیگا"۔

کیا اب بھی یہ تسلیم نہ کیا جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کر دی۔ خاکسار عبدالغنی۔ بی۔ اے۔ از خانیوال

(الفضل) عیسائیوں کا وہ اشتہار جس کا اوپر کے مضمون میں [illegible] [illegible] پہنچا ہے۔ جو بیان کی گئی ہے۔ ہم احمدیہ [illegible] [illegible] کی ادائیگی [illegible] ہیں۔ جو انہوں نے اس [illegible]

[illegible] اس سے وہ فتنہ مراد ہے۔ جو تو نکل ضروریات [illegible] میں جو چندہ بھیجا جاتا ہے۔ اس پر اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔

موتی سرمہ کی دھوم مچگئی

ملک ایران سے ایک آواز

اب یہ کون نہیں جانتا۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف بصر۔ ککرے جلن پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجی رتوندا ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب سیٹھ محمد عمر فش مرچنٹ چاہ بہار (ایران) سے لکھتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں کئی سال سے خراب تھیں۔ ڈاکٹروں کے علاج سے میری یہ حالت ہوتی تھی کوئی لائق طبیب یا نہیں کام کی زیادتی اور دیگر ذمہ داریاں ہندوستان جاکر علاج کرانے کے مانع تھیں۔ لیمپ کی روشنی میں بیٹھکر اگر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا تھا تو دوسری صبح آنکھیں اسقدر سوج جاتی تھیں۔ کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور مارے درد کے جان جاتی تھی حسن اتفاق سے ڈاکٹر بشیر شاہ صاحب کے چاہ بہار تشریف لانے پر اپنی آنکھیں دکھانے کا موقعہ ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے منفعت بعراپ کا ایجاد کردہ سرمہ استعمال کرایا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں دن رات اپنا کام کرتا ہوں۔ نظر صاف ہوگئی۔ سوزش جاتی رہی۔ آپکا سرمہ حیرت انگیز اثر رکھتا ہے۔ آنکھوں کے بیماروں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے +

اکسیر البدن آپکی کایا پلٹ دیگی

پلیڈر ہائیکورٹ کی شہادت

بیشک لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ایمانداری نیا سے مفقود نہیں ہو چکی جسطرح ہمارا شہرۂ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ نے اپنے اثر مسیحائی سے پبلک کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ٹھیک اسیطرح ہماری تیار کردہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی اپنے جادو اثر کیوجہ سے دن بدن لوگوں کے دلوں پر اپنا قبضہ جما رہی ہے۔ جس نے اس اکسیر کو ایکدفعہ بھی استعمال کیا۔ وہ گویا ہمیشہ کیلئے ہمارا زندہ اشتہار بن گیا۔ چنانچہ جناب محمد یعقوب خاں صاحب بی اے پلیڈر ہائیکورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے آپکی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی لہذا میں نہایت خوشی سے اسبات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے اس دوائی کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کیلئے بہت مفید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہو انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے +

اس سے بڑھکر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کردیں جس سے آپ اپنی زندگی بحال کرینگے ایکماہ کی خوراک کی قیمت ۵ روپے محصول ڈاک

موتی سرمہ رجسٹرڈ اور اکسیر البدن رجسٹرڈ اکٹھی منگوانے پر محصول ڈاک معاف رہے گا۔

پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نوری بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

اولاد حاصل کرنے کی عمدہ دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنیکے متمنی اور آرزومند ہیں تو

"حبّ حمل"

جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان شاہی طبیب اور مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب دھلوی جیسے بہترین حکیم کے خاندانی مجرب المجرب ادویات کا نچوڑ ہے۔ استعمال کیجئے۔ اور مراد حاصل کیجئے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا آپ کا اختیار ہے۔ قیمت حب حمل اور ایک معجون خاص صرف رمضان شریف کے لئے ہے۔ علاوہ محصولڈاک +

شیخ مشتاق احمد جالندہری مہتمم

احمدیہ یونانی دواخانہ قادیان

جن دوستوں نے ابھی تک مندرجہ ذیل علمی تواریخی اور روحانی علوم سے مالامال کتابیں نہیں خریدیں وہ جلد منگوالیں

لیکچر شملہ

یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے جو حضور نے شملہ میں دیا۔ جس میں وہ تمام گر اور اصول بتادئے ہیں۔ جن پر عمل کرکے مسلمان ذلت و ادبار سے نجات حاصل کرسکیں قیمت ۳؍

تواریخ مسجد فضل لنڈن

اس میں ان تمام تبلیغی کارگذاریوں کو تفصیل وار قلمبند کیا گیا ہے۔ جو یورپ میں عموماً اور انگلستان میں خصوصاً احمدیوں کی طرف سے ظہور میں آئیں۔ ساتھ ہی ہر ایک موقعہ کے فوٹو بھی ہیں جن کی تعداد ۳۴ ہے۔ قیمت مجلد دو روپے چار آنے۔ غیر مجلد عہ۱۲؍ +

ہمارا خدا

یہ بیش بہا علمی تصنیف صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے افکار عالیہ کا نتیجہ ہے۔ جس میں ہستی باریتعالیٰ کے متعلق کافی سے وافی بحث کی ہے۔ جو واقعی قابل دید شے ہے۔ قیمت مجلد عہ۔ غیر مجلد عمر +

سیرت المہدی حصہ دوم

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات انہی کے صحابہ کی زبانی نقل کئے گئے ہیں۔ جس کا مطالعہ یقیناً ایمان اور ایقان کو بڑھانے والا ہے۔ قیمت مجلد عہ۔ غیر مجلد ۱۲؍ +

نئے سال کے نئے نئے تحفے قابل دید علمی اور روحانی تحفے

جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات

اس ضروری تصنیف میں واقعات اور دلائل کی رو سے بتلایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں صرف احمدی جماعت ہی وہ قوم ہے۔ جس نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اور جابجا غیروں کے اقوال بھی اپنے دعوے کی تائید میں نقل کئے ہیں۔ قیمت ۸؍ +

اسباق القرآن حصہ سوم

یہ اس سلسلہ اسباق کا تیسرا حصہ ہے۔ جس میں بغیر استاد کی مدد کے از خود ہی با ترجمہ قرآن شریف پڑھنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ دوستوں کو اس کتاب سے ضرور مستفید ہونا چاہیئے۔ قیمت حصہ اول ۸؍ دوم ۱۲؍ سوم ۸؍ +

سلسلہ تردید اصول وید

اس سلسلہ کے اس وقت تک چھ ٹریکٹ شائع ہوچکے ہیں۔ جن میں کمال سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خود آریہ سماج کی مسلمہ کتابوں کے حوالوں سے وید کا غیر الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت فی ٹریکٹ چھ پائی۔ اور فی سینکڑہ ۱۲؍ +

علاوہ ازیں

مشاہدات عرفانی قیمت ۸؍ حیات ناصر قیمت ۱۰؍ سیرت مسیح موعود حصہ اول ۸؍ حصہ دوم ۴؍ حصہ سوم ۸؍ جان پدر ۱۰؍ بھی ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق دیگر تمام کتابیں بھی موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ [illegible] تالیف و اشاعت قادیان۔ ضلع گورداسپور

/02

(اشتہار)

پیٹ بہرا پن

کم سننے کان بہنے - درد ورم - آوازیں ہونے - خشکی کھجلی کانوں کا بھاری رہنا - کان کی تمام بیماریوں پر مشہور اور اکسیر روغن کرامات ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ بھر سا بھر (ایک روپیہ)

بادشاہی منجن ہلے دانت جما دیتا ہے - ہمیشہ استعمال کے قابل قیمت فی شیشی چار آنہ - دھوکا باز لوگوں سے ہوشیار رہو - اپنا پتہ صاف لکھیے - ہمارا پتہ یہ ہے -

کان کی دوا لب اینڈ سنز پیلی بھیت (یو - پی)

بے اولادوں کو اولاد

تمام طور پر مستورات اپنے حالات براہ راست کسی غیر تربیت یا دواخانہ کو مخاطب کر کے لکھنے سے جھجکتی ہیں - لہٰذا بے اولاد دہشولوں کو اطلاع دی جاتی ہے - کہ وہ براہ راست والدہ صاحبہ کے نام خط و کتابت کریں ..... والدہ صاحبہ ہر ایک خط کو غور سے سنتی ہیں اور یہ خود اپنے ہاتھ سے تیار کرتی ہیں - سالہا سال کی بے اولاد عورتیں ان کے ہاتھ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہو چکی ہیں - لہٰذا ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں انشاء اللہ - آپ کی مراد پوری ہوگی - قیمت فی بکس للعہ علاوہ محصول ڈاک

نوٹ خط و کتابت کرتے وقت مفصل حالات تحریر فرمائیں جو کہ پوشیدہ رکھے جائینگے

سید خواجہ علی قادیان ضلع گورداسپور

حمائل شریف کی قیمت میں خاص رعایت

مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں

یسرنا القرآن کی طرز پر سب سے پہلی حمائل شریف زرد اور سفید کاغذ پر چھپی ہوئی میرے پاس ہے - میں نے اس کی قیمت بجائے مبلغ دو روپے کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے - حمائل شریف نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہے - کاغذ اعلےٰ درجہ کا ہے - بوڑھے دیکھنے اس کو خوبی پڑھ سکتے ہیں

منشی محمد ابراہیم قادیان

ماہ رمضان المبارک کی آمد پر خاص رعایت

مترجم حمائل شریف ترجمہ حضرت مولانا المکرم سید محمد سرور شاہ صاحب - سفید و زرد ولائتی کاغذ پر طبع ہو چکی ہے - ابتدا میں مجلد للعہ پر ہدیہ ہوئی تھی - اس وقت بلا جلد کی قیمت عا روپے مجلد کپڑا عہ کی گئی ہے - احباب جلد فائدہ اٹھائیں ✤

محمد اسمٰعیل - محمد عبد اللہ تاجران کتب قادیان

بلا ترجمہ حمائل شریف بطرز یسرنا القرآن سفید و زرد کاغذ مجلد کپڑا ایک روپیہ چار آنے (عہ)

(اشتہارات)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ - رول ۲۰ - ضابطہ دیوانی)

باجلاس میاں محمد عبد العزیز صاحب بی - اے پی - سی - ایس سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ نمبر ۹۵ سنہ ۱۹۲۸ء

فرم چراغ دین - نظام الدین بذریعہ چراغ دین مالک فرم بٹالہ مدعیان -

بنام

اسمٰعیل ولد ابراہیم قوم بافندہ - فضل دین ولد امام دین قوم دھوبی سکنائے مراڑہ تحصیل گورداسپور - مدعا علیہم

دعوےٰ ۱۸۹/۸/۱ روپے ہی -

مقدمہ مندرجہ عنوان میں فضل الدین مدعا علیہ پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے - لہٰذا یہ اشتہار زیر آرڈر ۵ - رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ 4/4/28 بوقت دس بجے صالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی وجوابدہی مقدمہ مذکور کی نہیں کرے گا - تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی - تحریر 3/14/28

(مہر عدالت - دستخط حاکم)

قادیان میں سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دار الفضل و محلہ دار الرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں - اور اب ایک نیا محلہ بنایا گیا ہے - جس کا نام محلہ دار البرکات ہے - جو محلہ دار الفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقعہ ہے - ان ہر سہ محلہ جات میں قیمت ایک ہی مقرر ہے - یعنی بر لب سڑک کلاں عہ/۱۲ فی مرلہ اور اندر کی طرف بیس بیس فٹ اور دس دس فٹ کے رستوں پر عہ/۱۲ فی مرلہ ہے - ایک کنال کی پیمائش طول میں چھہتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے - اور اس کے دو طرف راستہ گذرتا ہے چار کنال لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا - اور جہت بہت عمدہ ہے - خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں - اور روپیہ بھجوانا ہو - تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھجوایا جائے ✤

خاکسار: میرزا بشیر احمد [illegible]ن

ہندوستان کی خبریں

——— متھرا ۱۴ مارچ - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے - جس میں لکھا ہے - ضلع متھرا کے ایک گاؤں میں جسے اُڈل کہتے ہیں - ۱۰ مارچ کو دوپہر کے وقت ہندو اور مسلم باشندگان میں شدید فساد ہوگیا - فساد ایک عورت کی وجہ سے ہوا - مجسٹریٹ نے یہ حکم صادر کیا تھا - کہ چونکہ عورت جس مسلمان قصائی کے ساتھ بھاگ گئی تھی - اسی کے ساتھ رہنا چاہتی ہے - لہٰذا اسے قصائی کے ساتھ رہنے کا حق ہے - ۱۰ مارچ کی دوپہر کو اُڈل اور قرب وجوار کے ہندوؤں نے جن میں ریاست بھرت پور کے مواضعات کے ہندو بھی شامل تھے - کثیر تعداد میں اکٹھے ہوکر اُڈل کے قصائیوں پر حملہ کیا - ۲ و ۳ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی - اس لڑائی کے دوران میں تقریباً ۲۰ مسلمانوں کو چوٹیں آئیں - اور ایک نوجوان مسلمان ہلاک ہوگیا - قصائی کا گھر لوٹ لیا گیا - اور اس کا مال و اسباب خورد برد ہوگیا - جوائنٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری احکام نافذ کرکے اُڈل سے چار چار میل تک کے فاصلہ میں دو ماہ تک لاٹھیاں و دیگر ہتھیار لے کر چلنے کی ممانعت کردی -

——— مدراس ۱۴ مارچ - مطالبات بجٹ پر حکومت کو کونسل میں ۶ مرتبہ شکست کھانی پڑی ۔

——— پٹنہ ۱۴ مارچ - بہار کونسل میں حکومت کو پے در پے تین مرتبہ شکست کھانی پڑی ۔

——— نئی دہلی ۱۶ مارچ - سر باسل بلیکٹ نے اعلان کیا ہے - کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل نے حسب ذیل ۴ مطالبات کے خلاف جو تخفیف کی تحریکیں منظور ہوئی تھیں - مسترد کردی ہیں (۱) سائمن کمیشن کے اخراجات کا مطالبہ (۲) وزیر ہند کا مطالبہ (۳) محکمہ فوج کا مطالبہ (۴) مجلس انتظامیہ کا مطالبہ ۔

——— لاہور ۱۶ مارچ - ۳ مئی ۱۹۲۶ء کو حویلی کابلی مل کی مسجد کے قریب مسلمان نمازیوں کو شہید کرنے کے جرم میں پانچ سکھوں کو عدالت سشن سے مختلف میعاد کی سزائے قید دی گئی تھی - ان لوگوں نے عدالت عالیہ میں مرافعہ کیا - آج مسٹر جسٹس فورڈ اور مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم نے اس مرافعہ کا فیصلہ سنا دیا - اندر سنگھ - گیان سنگھ - تیجا سنگھ اور چرن سنگھ بری کر دئے گئے - مگر جیون سنگھ کی سزا بحال رہی - عدالت سشن نے اسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی تھی ۔

——— لاہور ۱۴ مارچ - آج مسٹر جسٹس آغا حیدر جج ہائیکورٹ کی عدالت میں دیوان منگل سین کو جن کے خلاف پنجاب انڈسٹریل بنک کا مقدمہ رائے صاحب لالہ نند لال سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا ہے - پیش کیا گیا - فاضل جج - انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کا مقدمہ اس عدالت سے تبدیل کرتے ہیں ۔

——— نئی دہلی ۱۶ مارچ - آج مجلس وضع قوانین ہند میں مالی بل پیش ہوا - ڈاکخانہ کے شرح محصول پر طویل بحث ہوئی - لفافوں پوسٹ کارڈوں اور پارسلوں کے شرح محصول میں تخفیف کرنے کی تحریک پیش کی گئی تھی - جس کی تائید متعدد غیر سرکاری ارکان نے بھی کی لیکن منظور نہ ہوئی ۔

——— فیروز پور میں نواب صاحب ممدوٹ کا انتقال ہوگیا - وہ ایک دن انتقال سے پہلے بالکل تندرست تھے -

بمبئی ۱۶ مارچ - باردولی سینہ آگرہ کا پولیٹیکل سیکرٹری لکھتا ہے - کہ تعلقہ کے تمام لوگوں نے نہ صرف زائد لگان دینے سے بلکہ تمام لگان دینے سے انکار کر دیا ہے - جب تک کہ گورنمنٹ پرانے لگان کو لینے کا فیصلہ نہ کرے - یا غیر جانبدار ممبران سے مزید لگان کا فیصلہ نہ کرائے -

——— کلکتہ ۱۵ مارچ - سر ڈنیو رتھ لوئس سابق ایڈیٹر انگلش مین کی موت کی خبر موصول ہوئی ہے - بیان کیا جاتا ہے - آپ کی موت حرکت قلب کے بند ہونے کے باعث ہوئی ہے -

——— کلکتہ ۱۵ مارچ - آج صبح بابا گوردت سنگھ اپنے مکان پر زیر دفعہ ۱۴۴ الف تعزیرات ہند گرفتار کر لئے گئے - اور ضمانت پر رہا کر دئے گئے - مقدمہ کی سماعت ۲۸ مارچ کو ہوگی -

——— لاہور ۱۷ مارچ - سردار دیویندر سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول نے ۱۶ پٹھانوں کو ایک ایک سال کے واسطے اس الزام میں سزائے قید دی - کہ وہ شہر میں آوارہ پھر رہے تھے - ان کا آمدنی کا ذریعہ کوئی نہیں تھا -

——— پٹنہ ۱۷ مارچ - باڑہ میں ایک براہمن عورت کے اپنے شوہر کی چتا پر جل جانے کا جو واقعہ ہوا تھا - اس کے سلسلہ میں چند آدمیوں کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا - اس کا فیصلہ سشن جج پٹنہ نے سنا دیا ہے - ۶ ملزمان بری کر دئے گئے ہیں باقی دس آدمیوں کا معاملہ ہائیکورٹ میں بھیجدیا گیا ہے -

——— دہلی ۱۸ مارچ - سر باسل بلیکٹ نے جن حالات میں اسمبلی سے واک آؤٹ کیا تھا - انہیں مدنظر رکھتے ہوئے اسمبلی کے یوروپین ممبران نے مسٹر پٹیل صدر اسمبلی کا سوشل بائیکاٹ کر دیا ہے - معلوم ہوا ہے - کہ وہ مسٹر پٹیل کی کسی پارٹی وغیرہ میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

——— لنڈن سے ذیل کے معلومات ہندوستان میں پہنچے ہیں ہندوستان سے مس نسی طرکے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ مس طر سخت افسردگی کی حالت میں ہے اگرچہ وہ ہنسنے کی کوشش کرتی ہے - مگر اس کے باوجود تبسم کے آثار ان کے چہرے پر نمودار نہیں ہوتے - اور وہ اس وقت حالت تذبذب میں پڑی

ممالک غیر کی خبریں

——— طہران ۱۲ مارچ - صوبہ سیستان سے تار آئے ہیں کہ وہاں مقام نیندان میں دو مرتبہ زلزلہ آیا - جس کے صدمہ سے نصف بستی تباہ ہوگئی - ایک ہزار گھر منہدم ہوگئے - اور بقیہ کو صدمہ پہونچا - چونکہ رمضان کا مہینہ ہے - لوگ سحری کی وجہ سے رات کو زیادہ جاگتے ہیں - اس لئے صرف چار آدمی ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا - خوف زدہ باشندے آبادی سے باہر ڈیرے ڈالے پڑے ہوئے ہیں -

——— لاس انجیلیس ۱۳ مارچ - ایک زلزلہ کی وجہ سے سین فرانسیسکو میں پانی کا ایک حوض جو سو فٹ بلندی پر تھا - گر گیا - جس کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے - چار سو آدمی مر گئے حوض کے گرتے ہی اطراف وجوانب میں سیلاب سا آ گیا - بعض لوگوں کا خیال ہے - کہ زلزلہ نہیں آیا - کیونکہ کسی جگہ محسوس نہیں کیا گیا ۔

——— لنڈن ۱۳ مارچ - محکمہ شاہی ہوائی پرواز کا بیان ہے کہ رات کے ہوائی پرواز کے جاری ہونے سے پہلے ہی لنڈن کی ہوائی ڈاک دہلی میں ۹ دن میں پہونچ سکے گی - اور اگر رات کیوقت ہوائی پرواز کا سسٹم شروع ہوگیا - تو یہ سلسلہ سات دن میں پورا ہو سکے گا - چٹھی کا خرچ ۶ پنس یا ۹ پنس ہوگا ۔

——— قاہرہ ۱۴ مارچ - حسین رشدی پاشا کا انتقال ہوگیا - دوران جنگ عظیم میں آپ دولت مصر کے وزیر اعظم رہے تھے - اور دولت برطانیہ کے ساتھ آپ نے نہایت دوستدارانہ طریقے سے اشتراک عمل کیا تھا ۔

——— قاہرہ ۱۳ مارچ - ملک فواد نے جمعیۃ وفد کے لیڈر اور زاغلول پاشا کے جانشین کو منصب وزارت عظمیٰ پیش کیا - مگر انہوں نے اس معاملہ پر غور و خوض کرنے کے لئے مہلت طلب کی ہے ۔

——— برلن ۱۴ مارچ - ٹیکسوں کے بڑھا دئے جانے سے کسانوں کے اندر بے چینی پھیلی ہوئی ہے - کسان ہر جگہ مظاہر کر رہے ہیں - کئی جگہ ان کا پولیس سے تصادم بھی ہوا - گورنمنٹ افسران پر حملے بھی کئے گئے - مختلف مقامات پر جلسے کئے جا رہے ہیں - گورنمنٹ کو بغاوت کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں ۔

——— لنڈن ۱۶ مارچ - آج شاہ کابل نے موٹر میں لنڈن کے مختلف حصوں کا گشت لگایا - آپ سہ پہر کیوقت برنگھم رونق افروز ہوئے - سٹیشن پر آپکے استقبال کیلئے لارڈ میر و لیڈی میرس اور شہر کے معتدد لوگ موجود تھے - شام کیوقت برنگھم سے مراجعت فرمائے لنڈن ہوئے آپکے لنڈن میں مختلف چیزیں خریدی ہیں - جن میں انسائیکلو پیڈیا برٹینکا ایک ٹاسکی کا آلہ ایک خوردبین اور ایک سینو میٹو گراف ہے ۔

عبدالرحمٰن قادیانی [illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا -